در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پندرہ روزہ | پی ۳۶۹

الحسن
پشاور

مدیرِ اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظمِ اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۳۵ | جلد نمبر ۱۲

۱ ـ ۱۵ جون سنہ ۱۹۹۸ مطابق صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

مدیرِ اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے کرزت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
(۱)	شذرہ	اقبال ریاض	۲
(۲)	نعت شریف	ساغر صدیقی	۳
(۳)	تفسیر القرآن الحسنیہ	مُدیرِ اعلیٰ	۴
(۴)	انوارِ علی کرّم اللہ وجہہ	مُدیرِ اعلیٰ	۷
(۵)	احادیثِ مُقدسہ کی فصاحت و بلاغت	پروفیسر فیاض کاوش	۹
(۶)	مُطالعہ کائنات اور اقبال	صُوفی مُشتاق احمد	۱۴
(۷)	غزل	مُرتضیٰ سیّد	۲۲
(۸)	دورِ حاضر میں اجتہاد	حافظ نُور حکیم	۲۳
(۹)	استفتاء (عورتوں کا حج)	مُفتی خلیل الرحمان	۲۸

کالاباغ ڈیم، اتفاقِ رائے کی ضرورت

اقبال ریاض

قومی اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں حکومت کی طرف سے کالاباغ ڈیم کے مخالفین کو جہاں مناظرے کا چیلنج دیا گیا ہے وہاں وزراء سے کہا گیا ہے کہ وہ رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے سیاستدانوں سے رابطہ قائم کریں۔

حکومت کا یہ اقدام اگرچہ کالاباغ ڈیم کے مُخالفین کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ایک اچھا سبب بن سکتا ہے لیکن یہ بروقت ہرگز نہیں ہے۔ جس کی بناء پر کالاباغ ڈیم سے مُتعلق ان خدشات کو دور کرنا آسان نہیں ہے جس کا اظہار صوبہ سرحد اور دوسرے چھوٹے صوبوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا مسئلہ آج سے نہیں برسوں سے چلا آرہا ہے جسے حل کرنے کے لئے ڈیم کی تعمیر کے اعلان سے بہت پہلے کوشش کی جانی چاہئیے تھی۔ ڈیم کی تعمیر کے اچانک اعلان نے قوم کو جو بھارت کی دھمکیوں اور دھماکوں کی بناء پر مُتحد ہو گئی تھی، دوبارہ انتشار اور اختلافات میں اُلجھا دیا گیا ہے جو اچھی بات نہیں ہے۔ حکومت اگر ڈیم کے بارے میں مُبینہ خدشات اور پیدا شدہ اختلاف ختم کرانے میں واقعی مُخلص ہے تو اسے عوامی رابطوں کے علاوہ جلد اور فوری طور پر ایک گول میز کانفرنس طلب کرنا چاہئیے تاکہ ہر طبقۂ خیال میں اس سلسلے میں اتفاق اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جا سکے۔ موجُودہ حالات میں جبکہ وطن عزیز کے خلاف دشمنوں کی ظاہری اور خفیہ سازشوں کا سلسلہ بھی جاری ہے، اہم ملکی مسائل پر اتفاقِ رائے کا ہونا بے حد ضروری ہے --- کہ اتفاق رائے ایٹم بم سے زیادہ موثر قوت ثابت ہو سکتا ہے۔

نعت شریف

ساغر صدیقی

غم کے ماروں کا آسرا تم ہو
بے سہاروں کا آسرا تم ہو

ہو بھروسہ تمہی فقیروں کا
تاجداروں کا آسرا تم ہو

درد مندوں سے پیار ہے تم کو
غمگساروں کا آسرا تم ہو

تم سے یہ کائنات روشن ہے
چاند تاروں کا آسرا تم ہو

ناز ہے جن پہ باغِ جنت کو
اُن بہاروں کا آسرا تم ہو

جن سے طوفان بچ کے چلتے ہیں
ان کناروں کا آسرا تم ہو

چشمِ ساغر کی آبرو تم ہے
دل فگاروں کا آسرا تم ہو

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

وَوَصّٰي بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭيٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰي لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا
وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۳۲) اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰـهًا
وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۱۳۳) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا
كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۳۴) وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى
تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۳۵) قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ
اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ڮ وَنَحْنُ
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۱۳۶) فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۱۳۷)

ترجمہ: اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اسی دین کی وصیت فرمائی اور یعقوب علیہ السلام نے بھی، اے میرے (پیارے) بیٹو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو چن لیا ہے ۔ لہٰذا تم سوائے اس دین (اسلام) کے کسی دوسرے دین پر ہرگز نہ مرنا (۱۳۲) ۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جب کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی ۔ اس وقت انہوں نے اپنی اولاد کو فرمایا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے، آپ کے باپ دادا ابراہیم اسمٰعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے آگے گردن نہاد ہیں ۔ (۱۳۳) یہ ایک جماعت ہے جو گذر گئی ان کے لئے وہی کچھ ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے بھی وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ عمل

کرتے تھے اس کے بارے میں تم سے کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی (۱۳۴) اور بنی اسرائیل نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا عیسائی (تو) ہدایت پا جاؤ گے ۔ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے ایسا نہیں ہے بلکہ ہدایت تو ملتِ ابراہیم کی (پیروی) میں ہے ۔ وہ (ابراہیم علیہ السلام) جو کہ (ہر قسم کے شرک سے) یکسو تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے (۱۳۵) (اے بنی اسرائیل) یوں کہو ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس چیز پر ایمان لائے جو ہم پر اتری اور اس چیز پر بھی ایمان لائے جو حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل ، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام پر نازل ہوئی اور ان کی اولاد پر ۔ اور اس چیز پر بھی ہم ایمان لائے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بھی عطا کی گئی ۔ اور ان پر بھی ہم ایمان لائے جو کہ انبیاء کرام کو اُن کے رب تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ۔ ہم کسی ایک نبی کے درمیان جُدائی نہیں کرتے اور ہم اسی رب تعالیٰ کے آگے گردن نہاد ہیں (۱۳۶) پس اگر تم (ایسا) ایمان لائے جیسا کہ اس کے اوپر ہم ایمان لائے پس تحقیق ہدایت پا جاؤ گے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں ۔ پس تو اے محبوب عنقریب اللہ اُن کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا۔ اور وہی اللہ سنتا جانتا ہے (۱۳۷)

حل لغت: وَصّٰی: وصیت کی، حُکم دیا، واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، فعلِ ماضی معروف ہے، وَصِیَۃ مصدر ہے جس کے معنی حُکم کرنا، وصیت کرنا کے ہیں ۔ اِلٰہ: معبود برحق ۔ وَاحِدًا: یکتا و تنہا، وہ اکیلا پن جس کا کوئی شریک نہ ہو ۔ اُمَّۃٌ: جماعت، گروہ ۔ خَلَتْ: گذر گئی، واحد مونث غائب کا صیغہ ہے، فعل ماضی معروف ہے ۔ تَھْتَدُوْا: تم ہدایت پا جاؤ گے، تم منزل کو پالو گے ۔ حَنِیْفًا: یکسو، اصل میں حنیف کسی طریق سے مڑنے اور علیحدہ ہونے کو کہتے ہیں ۔ حَنِیْف کے معنی ہیں تمام دینوں سے مُڑ کر اسلام کی طرف جُھکنے والا، گُناہ اور شرک سے کنارہ کشی کرنے والا ۔ شِقَاقٌ: ضد، ہٹ دھرمی، مُخالفت، ٹکڑے ٹکڑے ہونا ۔ یَکْفِیَ: وہ کافی ہوگا، وہ کفایت کرے گا، واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، فعل مضارع معروف ہے ۔

تفسیر: ان آیات کریمہ میں بنی اسرائیلوں کو پھر توجہ دلائی گئی کہ تمہارے آباء و اجداد کسی بھی فرقہ بندی یا گروہ بندی کے قائل نہ تھے بلکہ حضرت یعقوب اور ان سے پہلے انبیاء کرام حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام معبود برحق، وحدہ لاشریک اللہ

تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کی عبادت کرتے تھے نہ تو وہ یہودی تھے اور نہ وہ نصاریٰ بلکہ وہ تو اللہ جل جلالہٗ کے مطیع و فرمانبردار مسلمان تھے ۔ وہ تمام نیکیوں کے جو اعمال کرتے تھے ان کا اجر و ثواب پائیں گے اب تم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلو اور ان تمام برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ لہٰذا اگر تم نے نیک اعمال کئے تو نیک اجر پاؤ گے اور اگر بُرے اعمال کئے تو برائی کی سزا پاؤ گے۔

ہر ایک تو اپنے ہی اعمال کی جزاء ملے گی جیسا وہ کرے گا ویسا پائے گا ۔ ۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مہ شو

جو اعمال تمہارے بزرگ کر چکے ہیں تو اُن سے اُن کے بارے میں نہ کوئی باز پرس ہو گی اور نہ ہی اُن سے تمہارے بارے میں کوئی باز پرس ہو گی ۔ بلکہ جو کچھ تم نے دُنیا میں کمایا آخرت میں انہیں اس کا پھل ملے گا اور جو کچھ انہوں نے کمایا آخرت میں اُن کو اس کا ثمر ملے گا۔

یہودیوں کے اس دعوے کا رد کہ نجات یہودیت یا عیسائیت میں ہے ، اللہ جل جلالہٗ نے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے فرما دیا کہ نجات ہدایت کی پیروی میں ہے اور وہ ہدایت وہ ہے جو پیغمبروں کے ذریعے عامۂ انسانیت کو پہنچتی ہے اور اس کی صُورت وحی الٰہی کے ذریعے ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لاؤ جو وہ پیغمبر بھیجتا ہے ان کے ذریعہ وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت اسماعیل ، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی اولاد حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ پر اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک کل انبیاء پر انسانیت کی رہنمائی و ہدایت کے لئے اور اُخروی نجات کے لئے نازل ہوئیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اس پر ایمان لانے والے ہیں ، نفس نبوت میں کوئی تفریق نہیں کرتے بلکہ از آدم تا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء کو ایک ہی جیسا مانتے ہیں لہٰذا ہدایت پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور قرآن فرقان حمید کی اطاعت و اتباع میں مُنحصر ہے ۔ ان کی پیروی کرنے میں ہدایت ہے ۔ لہٰذا اے بنی اسرائیل جس طرح ہم مسلمان اللہ تعالیٰ پر ، اس کے رسولوں پر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور وحی الٰہی پر ایمان لائے ہیں اسی طرح تم بھی ایمان لے آؤ تو ہدایت پاؤ گے ورنہ نہیں ۔ اب یہ بات اتنی واضح اور روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ جو بھی اس سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور اس کی اتباع و اطاعت

باقی صفحہ ۱۳ پر

اَنوارِ علیؑ کرم اللّٰہ وجہہُ الکریم

مُدیرِ اعلیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذکر الماثور في الحسن و الحسين سيدا شباب اهل الجنة

اس باب میں ان احادیث کا ذکر ہے جن میں فرمایا کہ جناب حسنؑ اور حُسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

حدیث نمبر ۱-۱۴۰ : انبانا عمرو بن منصور قال حدّثنا ابو نعیم قال حدثنا یزید بن مردانبه عن عبدالرحمٰن بن ابي نعيم عن ابي سعيد الخدري قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ الۡحَسَنُ وَ الۡحُسَيۡنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ۔

ترجمہ: ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (جناب امام) حسن علیہ السلام اور (جناب امام) حسین علیہ السلام نوجوانان بہشت کے سردار ہیں۔

تشریح : اسنادہٗ حسنٌ و الحدیث صحیحٌ لطرقہ۔

حدیث نمبر ۱۴۱/۲ : اخبرنا احمد بن الحرب قال حدثنا ابن فضيل عن يزيد عن عبدالرحمان بن ابي نعم ابي سعيد الخدري عَنِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰہُ عَلَيۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَسَنًا وَ حُسَيۡنًا سَيِّدَا شَبَابِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ مَا اِسۡتِثۡنَاءً مِنۡ ذَالِكَ۔

ترجمہ : ابی سعید خدری نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا بے شک حسن اور حُسین علیہما السلام نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے کسی مرد کا استثناء نہیں فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۴۲/۳ : اخبرنا یعقوب بن ابراھیم و محمد بن ادم عن مروان عن الحکم بن عبدالرحمٰن وھو انب نعیم عن ابیہ عن ابي سعید الخدري قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا ابْنَیِ الْخَالَۃِ وَعِیْسٰي وَیَحْيٰي بْنَ زَکَرِیَّا۔

ترجمہ: ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " حسن اور حسین علیہما السلام دونوں اہل جنت کے سردار ہیں سوائے خالہ کے دو بیٹوں عیسیٰ اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے۔

حدیث نمبر :۱/۱۴۳ انبانا محمد بن عبدالاعلیٰ الصنعاني قال حدثنا خالد عن اشعث عن الحسن عن بعض اصحاب رَسُوْل اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعني انس بن مالك قَالَ دَخَلْتُ اَوْ رُبَّمَا دَخَلْتُ عَلٰي رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یَنْقَلِبَانِ عَلٰي بَطْنِہٖ قَالَ وَیَقُوْلُ ھُمَا رَیْحَانَتَيَّ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔

ترجمہ: انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا یا اکثر اوقات جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو (جناب امام) حسن اور (جناب امام) حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مُبارک پر کھیلتے تھے۔ راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اس اُمت میں میرے یہ دو پھول ہیں۔

حلِ لغت: رَیْحَانُ: رحمت، روزی، راحت، آرام، چین، آسائش اور اولاد کو بھی ریحان کہتے ہیں۔ کیونکہ ان سے دل کو راحت اور آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔

تشریح: ارشاد ہے " اس اُمت میں میرے دو پھول ہیں " یعنی میں ان کو چومتا اور دل کو خوش کرتا ہوں ان سے مجھے راحت حاصل ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

احادیثِ مُقدّسہ کی فصاحت و بلاغت

پروفیسر فیاض کاوش

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ

اَحْسَنُ۔

(اے رسول ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ، اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ و نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان لوگوں سے بحث و مباحثہ کی نوبت آئے تو احسن طریقہ سے استدلال فرمایئے۔

تیرا سُخن ہے وحیٔ خداوند دو جہاں
روشن ترے فروغ تجلّے سے شش جہات

احادیث نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) غیبی عطیہ ہیں۔ قدرت کا انعام ہیں، فطرت کی غماز ہیں گویا۔

انسان کے پردے میں خُدا بول رہا ہے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مُقدّسہ پر "فصاحتِ سماوی" کی قُدرتی مُہریں ثبت ہیں، پھر بھلا کس کی مجال کہ احادیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کی تعریف و توصیف کا حق ادا کر سکے۔

سر قلم ہیں یہاں قلم کے قلم

پھر بھی یہ جسارت خامہ فرسائی محض حُصولِ برکت اور اپنے قلم و قرطاس کو انوارِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زینت بخشنے کے لئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عربوں کی زبان و بیان اور عرب کے مُختلف قبیلوں کے لب و لہجہ کی وسیع معلومات رکھتے تھے اور پھر اپنی نبوی ذکاوت سے آپ خود نئے نئے اسالیب تراش لیا کرتے تھے۔ انوکھی اصطلاحات وضع فرمایا کرتے تھے۔ غرضیکہ آپ کو نادر تشبیہات اور بے مثل تمثیلات پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ حکیمانہ کلام اور خطاب اور برجستہ حُسن جواب پر حیرت انگیز قدرت حاصل تھی۔

ابھی سمجھتے سمجھتے زمانہ سمجھے گا
بہت دقیق ہے تیرے سخن کی گہرائی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مُبارکہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ظاہری چمک دمک کے ساتھ ساتھ معنوی گہرائی اور انتہائی وسعت و پنہائی پائی جاتی ہے۔ عبارت کے حُسن و ترتیب و تالیف میں بلا کی جدت و نُدرت نظر آتی ہے۔ غرضیکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو برمحل اور موزوں الفاظ کے استعمال کی بڑی مہارت اور برجستہ انداز بیان پر آپ کو کامل قُدرت حاصل تھی۔ ثبوت کے طور پر یہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی احادیث کے چند نادر نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰن
خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَان
ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَان
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم

ترجمہ: یہ دو کلمے، اللہ تعالیٰ کو پیارے، زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں۔ دیکھئے یہاں حدیث شریف کا تازہ پودا کچھ اس خوبصورتی سے بُنا گیا ہے کہ اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ نثر میں ہے یا نظم میں۔ یہاں مسحور کُن حُسن ترتیب اور جادو اثر زور بیان اوجِ کمال پر ہے۔ اگر یہاں حبیبتان، خفیفتان اور ثقیلتان کو موزوں، موافق سمجھا جائے تو الي الرحمٰن، علي اللسان اور في الميزان حسین ردیفیں معلوم ہوتی ہیں۔ اسی کے ساتھ خفیفتان علي اللسان کہہ کر ان کے تنافر اور تعقید کی نفی کی گئی ہے۔ نیز ان کے مانوس اور کثیرالاستعمال ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے اور پھر ثقیلتان في الميزان کہہ کر اُن کے عظیم اجر و ثواب کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ ساری اہم خصوصیات بیان کرنے کے بعد جب سُننے والے کا شوق، تجسس انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو آخر میں وہ دو کلمے بیان کر دیئے جاتے ہیں جو فصاحت و بلاغت کی جان ہیں۔ یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم۔

دیکھئے ترغیب دلانے کا یہ انداز کس قدر نرالا اور دلکش ہے اور پھر ان مُقدّر کلمات کے آب دار موتیوں کو انتہائی حُسن و ترتیب و تنظیم کے ساتھ کس خُوبصورتی سے ایک

لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ اس موقع پر حضرت اُمِّ معبد کا قول یاد آتا ہے، وہ فرماتی ہیں "آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو موتیوں کی لڑی میں پروئی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ کوتاہ سخن تھے نہ طویل گو، الفاظ نہ ضرورت سے کم نہ زیادہ۔

کلامِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں محاکات کی جلوہ گری:

محاکات یعنی پیکر تراشی محاسن سخن میں داخل ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ مُتکلم اس انداز سے کلام کرتا ہے کہ اس کی ایک خیالی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں، ایک لسانی اور دوسرا نفسیاتی۔ اس طرح سامع اس کے حُسن کلام سے بھی متاثر ہوتا ہے اور خیالی منظر سے بھی محظوظ ہوتا ہے۔ نبی ای صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ثانی کی تصویر زیبا نہایت دلکش انداز میں کھینچی ہے جو حُسن محاکات کا اعجاز ہے ملاحظہ فرمایئے۔

بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْنِ وَاضِعاً کَفَّیْہِ عَلٰی اجْنِحَۃِ مَلَکَیْنِ اِذَا طَأْطَأَ رَاسَہٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَہٗ تَحَدَّرَ مِنْہُ جُمَانٌ (عن النواس بن سمعان رضي الله تعالٰي عنہ، مسلم ترمذي، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام زعفرانی رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جو سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے رلتے نظر آئیں گے۔ اس جزوی حدیثِ گرامی میں جامہ زیبی کی وضاحت بھی ہے، انداز نزول کی دلکشی بھی ہے اور سر مُبارک کی گہر ریزی کا امتیازی وصف بھی۔ اسے پڑھتے ہی آنکھوں کے سامنے ہو بہو ایک تصویر کھنچ جاتی ہے، جیتی جاگتی تصویر۔ جی ہاں یہاں محاکاتی انداز بیان نے حُسن کلام میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ انتخاب روزگار کا یہ کلام منتخب ہے، غرابت سے خالی، تنافر سے پاک، تعقید سے مُبرّا، ممانعت قیاس لغوی سے مُنزّا اور محاکات کے گوہر تابندہ سے مُرصّع ------سُبحان اللہ سُبحان اللہ۔

هزار بار بشویم زِ دہن مُشک و گلاب
هنوز نام تو گفتن کلامِ بے ادبی ست

لَوۡلَا بَھَائِمُ رُتَّعٌ وَّشُیُوخٌ رُکَّعٌ وَّاَطۡفَالٌ رُضَّعٌ لَصُبَّ عَلَیۡکُمۡ وَالۡعَذَابُ صَبًّا

وَّلَرُوۡضَ رَضًّا (حدیث شریف)

ترجمہ: اگر چرنے والے چرند خمیدہ کمر بوڑھے اور شیر خوار بچے نہ ہوتے تو بے شک تم لوگوں پر عذاب الٰہی ٹوٹ کر برستا اور عذاب کے شکنجے میں تم جکڑ دیئے جاتے۔ حدیثِ مبارکہ کا پورا جملہ "شرط" اور جزا کا مرکب ہے جس میں موصوف سے زیادہ صفات قابلِ غور ہیں۔ یعنی رتع، رکع، رضع، کس قدر متوازن صفات ہیں گویا سلکِ کلام میں صفات کے موتی پرو دیئے ہیں۔ قافیہ کا حُسن و جمال اور جُملہ کا حُسن ترتیب و تالیف قابلِ دید ہے۔ اس مُرکب توصیفی کو تواتر کے ساتھ پڑھنے میں زبان بھی مزے لیتی ہے اور کان بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔

زباں پہ بارے خُدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نُطق نہ بولے میری زباں کے لئے

اس مُرصع نثر پر ہزاروں نظمیں قُربان ہیں۔ دیگر یہ کہ اس میں شیوخ، رکع کے پرزور الفاظ پیرانِ خمیدہ کمر کی متحرک تصویر پیش کرتے ہیں۔ اس طرح یہ حدیثِ شریف کیا ہے؟ دلکش موسیقی، دل آویز ترنم اور کس نواز نغمگی کا خوبصورت مجموعہ ہے۔

اِنَّ اللہَ یحب العبد التقیَّ الغنیَّ الخفیَّ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مُتقی غنی اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔ سُبحان اللہ کیسے محبوب انداز میں اللہ تعالیٰ کی پسند کی کی تعریف کی گئی ہے۔ حالانکہ ہر شخص کی یہ دلی آرزو ہوتی ہے کہ وہ مشہور خلائق ہو۔ لوگ اسے دیکھیں، سنیں اور اس کی تعریف کریں۔ یہی وجہ ہے کہ شُہرت حاصل کرنے کے لئے آدمی لاکھ جتن کرتا ہے۔ لیکن شہرت و ناموری کا ایسا اظہار جس میں دولت و ثروت کی بے جا نمائش ہو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ اب ذرا اس حدیث شریف کی خُوبصورت ساخت پر غور کیجئے۔ جُملے کے ابتدائی لفظ "اِنَّ" سے اندازِ بیان میں زور پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فاعل ایک اور مفعول تین ہیں۔ فاعل اور مفعول کی طرح موصوف بھی ایک اور اس کی صفات بھی تین ہیں۔ اور پھر صفات اور موصوف میں بڑی خُوبصورت ہم آہنگی بھی ہے۔ دیگر یہ کہ موصُوف کے ساتھ صفات بھی مذکر ہیں اور موصُوف کے ساتھ صفات بھی منصوب ہیں۔ یہ سب محاسن سُخن ہیں جو اس حدیث شریف میں جمع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ حدیثِ مُبارکہ کی امتیازی ادبی شان یہ ہے کہ اس میں صفت "تنسیق الصفات" جلوہ گر

ہے جو اس حدیث شریف میں جمع ہوگئے ہیں ۔ یہ صفت کلام میں اس وقت واقع ہوتی ہے جب موصُوف واحد اور صفات متعدد ہوں ۔ یہاں بھی ایک موصُوف عبد ہے اور اس کی تین صفات ہیں یعنی تقیَ غنیَ اور خفیَ ۔ قرآن شریف کی بیشتر سورتوں میں یہ خُوبصورت صنعت پائی جاتی ہے ۔ غرضیکہ حدیثِ مُبارکہ کی خوبیاں کہاں تک گنائی جائیں اس پر فن و ادب کی تمام رعنائیاں نثار ہوتی جا رہی ہیں ۔ ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے ۔

مَاعَالَ مَنِ اقْتَصَدْ مَاعَالَ مُقْتَصِدْ

ترجمہ :درمیانہ روش اختیار کرنے والا کبھی کنگال نہیں ہوتا ۔

یہ حدیثِ گرامی کیا ہے گویا ادبی نیرنگیوں کا قوس و قزح ہے ۔ خصُوصاً دوسرے جُملے کی موزونیت ہے جو دل آویز موسیقی پیدا ہو رہی ہے وہ سماعت میں رس گھول رہی ہے ۔ یہاں " صنعت تضاد " حسن تشبیہ اور علم عروض کے محاسن ادب کی تمام نیرنگیاں سمٹ آئی ہیں ۔ نثر کی سادگی بھی ہے اور نظم کی دلکشی و رعنائی بھی ۔ اس طرح یہ حدیث شریف خُوبصورت نثر و نظم کا حسین مجمُوعہ ہے ۔

بقیہ: تَفْسِیْرُ الْقُرْاٰنُ الْحَسَنِیَّہ

نہیں کرتا وہ خود ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم ہے اور اختلاف کا شکار ہے ۔ لہٰذا اے پیروان رسالتِ محمّدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی قسم کا کوئی اندیشہ یا فکر نہ کرو ان کے مقابلے میں عنقریب اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تمہیں کفایت فرمائے گا ۔ چنانچہ اکثر مواقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی امداد فرمائی اور ان کو فتح و نصرت سے نوازا ۔ (جاری ہے)

طریقِ کار

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

هم کریں پہلے اس طرح محنت   جیسے سب کچھ ہمارے بس میں ہے
پھر خُدا سے کہیں یہ عجز کے ساتھ   اب نتیجہ تمہارے بس میں ہے

گذشتہ سے پیوستہ

مطالعۂ کائنات اور اقبال

الحاج صُوفی مشتاق احمد

ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۴ پشاور

آج سے اربوں سال پہلے جبکہ سُورج اپنے محور کے گرد گھومتا رہتا ہے تھا دفعتاً کسی دُوسرے طاقتور سیارے سے مُتاثر ہو کر سُورج کا بیرونی حصّہ ٹکڑنے لگا اس کی کشش کی وجہ سے ایک ٹکڑا سُورج سے جُدا ہو کر ایک سیارے کی شکل میں الگ مدار گردش کرنے لگا اس الگ ہونے والے حصّے کا نام زمین پڑ گیا۔ کروڑھا برس کی گردش کے بعد زمین کی بیرونی سطح ٹھنڈی ہونی شروع ہو گئی۔ دورانِ تحقیق ماہرین فلکیات کو معلوم ہوا کہ سُورج کا وجود چند گیسوں، شعلوں اور مادی عناصر پر مُشتمل ہے زمین بھی پہلے چُونکہ اس کا ایک حصّہ تھی لہٰذا اُنہوں نے یہ نتیجہ اخد کیا کہ زمین بھی ان ہی اجزاء پر مُشتمل ہے۔ کرۂ ارض پر جو چیز سب سے پہلے ٹھنڈی صُورت میں دکھائی دی وہ سطح زمین تھی جو مٹی، ریت اور کئی دیگر مادی عناصر سے مل کر بنی تھی۔

طاقتور سیارے کی کشش سے بے شمار چھوٹے بڑے سیارے عالم وجود میں آئے۔

اسی کشش کی وجہ سے ستاروں کے جُھرمٹ پیدا ہوئے جنہیں کہکشاں Galaxy کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔ چُونکہ سُورج، زمین، سیارے اور کہکشاں وغیرہ اجرامِ فلکی کے ایک ہی خاندان کے افراد ہیں لہٰذا اِن کے اندر پائے جانے والے عناصر کی ہئیت ترکیبی یکساں ہے۔ اس لئے علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔ اس حقیقت کے جان لینے کے بعد جب سائنسدانوں نے ذرّے کو خاص کیمیائی عمل کے ذریعے دولخت کیا تو اس سے سُورج کی توانائی کی مانند سُرخ لہریں انتہائی خُون آشام انداز سے نکلیں جنہیں سائنسدانوں نے مُسخر کر لیا۔ پھر تخریب پسند سائنسدانوں نے ظالم اور جابر حُکمرانوں کی ہوس مُلک گیری کی تسکین کے لئے ایٹم بم بنا کر اس عظیم قُوت کا رُخ عالم انسانیت کی تباہی کی طرف موڑ دیا۔ یوں اقوام عالم کے سامنے ان شوریدہ سر اور سفاک حکمرانوں کی داوا گیری کے لئے راہ ہموار کر دی۔ اے کاش دنیا میں کوئی ایسی مسیحا نفس شخصیت پیدا ہو جائے جو اس عظیم آفاقی قوت کو عالم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے بروئے کار لائے۔ دُنیا سے ظُلم و جبر، استحصال، خود غرضی، خود ستائی، جنون ستم رانی اور ہوسِ ملک

گیری کا قلع قمع کر کے کائنات کو امن و سکون کا گہوارہ بنا دے۔

علامہ اقبال ایک مُسلمان مُفکر اور مُحقق کے لیے یہ لازمی سمجھتے ہیں کہ وہ عشق و محبت کے جذبہ سے سرشار ہو۔ یہ جذبہ اس کی مساعی میں پختگی اور صحیح سمت کے تعین میں رہنمائی کرتا ہے اور بالآخر اُسے کامیابی سے ہم کنار کرنے میں مُمد ثابت ہوتا ہے "پیام مشرق" میں فرماتے ہیں۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

یعنی جو شخص اعمال و کردار کے سلسلے میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرتا ہے کامیابی اور کامرانی ان کے قدم چُومتی ہے، سمُندر اور زمین اس کے زیر نگیں ہو جاتے ہیں۔ محبت کی کرشمہ سازی کا ذکر کرتے ہوئے "رموز بے خودی" میں فرماتے ہیں

از محبت چوں خُودی مُحکم شود قُوتش فرمانِدۂ عالم شود

جب کسی کی خودی (جذبہ خود شناسی) محبت کے ولولے سے محکم (مضبوط) ہو جاتی ہے تو اس کی قوُت کائناتِ عالم کو مُسخر کر کے اس کی مُحکمرانی کے فرائض سنبھال لیتی ہے۔

ان ہر دو اشعار کا مطلب یہ ہے کہ عشق و محبت، طاقت و توانائی کا ایک ایسا سرچشمہ ہے کہ جس کے آگے کائنات کا بڑی سے بڑی طاقت ہیچ ہے۔ لہٰذا دُنیا کی کوئی طاقت اس کے حُکم سے سرتابی نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس کے پنجہ اقتدار سے بھاگ نکلنے کی جسارت کر سکتی ہے۔ موجُودات کائنات (یعنی حاضر) اور مُوجدِ کائنات (یعنی غائب) کی اہمیت اور عظمت کا ذکر کرتے ہوئے "رموز بے خودی" میں فرماتے ہیں۔

ہستی حاضر کند تفسیر غیب می شود دیباچہ تسخیر غیب

جو چیز کہ حاضر ہے (یعنی موجودات کائنات) غیب (خالق کائنات) کی ہستی پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر موجُودات کائنات کو مُسخر کر لیا جائے تو اس سے تسخیر غیب کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ قرآن پاک میں کئی ایسی آیات کریمہ جگہ بجگہ ملتی ہیں جن میں خالق کائنات نے موجُودات عالم کا بیان کرتے ہوئے انسان کی توجہ اس اُمر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ یہ سب مظاہر قدرت تمہارے لئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ تم انہیں مُسخر کرو۔ ایسا کیوں ہے کہ اللہ جل جلالہٗ بار بار انسان کو تسخیرِ کائنات کی تلقین کرتے ہیں۔ آئیے آپ کی توجہ ایک حدیث قُدسی کی طرف مُنعطف کی جاتی ہے جس میں خالقِ ذوالجلال ارشاد فرماتے ہیں

کُنْتُ کَنْزاً مخفیاً فَاَحبَبْتُ اَنْ اُعرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۔

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا ، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لئے میں نے مخلوقاتِ عالم کو پیدا کیا ۔ مخفی خزانے کی مثال ایک ایسے دُرِ شہوار کی مانند تھی جس کے ان گنت جہت ہوں ہر جہت اپنی جگہ حُسن و جمال کا ایک مُرقع بے مثال تھا ۔ ہر جہت سے دلکشی و رعنائی کی درخشندہ کرنیں پھُوٹ پھوٹ کر نکلتی تھیں اور کائنات کے ذرّے ذرّے کو مہتاب کی مانند تابندہ و دلکش بنانے کے لئے بے قرار تھیں ۔ یہ تمام تر بے قراری اور جذبہ خُود نمائی کی چاہت حَسین و جمیل کائنات کی تخلیق کا باعث بنی ۔ علامہ اقبال ایک انسان کی زبان سے ربِّ کائنات کو مُخاطب کرتے ہوئے یوں شکوہ کناں ہیں ۔

بہ ضمیرت آرمیدم تو بجوشِ خُود نمائی　　بکنارہ برفگندی در آبدار خود را

اے میرے مولائے رحیم و کریم میں تیری ضمیر یعنی تیری ذات کے حُسن سراپا میں آرام سے لُطف اٹھا رہا تھا کہ تُو نے خود نمائی کے جوش میں آکر اپنے آبدار موتی (مُجھ) کو کنارے کی طرف پھینک دیا ۔ نجانے حوادث اور آزمائشوں کے بے رحم تھپیڑے اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں ۔

آمدم برسر مطلب ، قُرآن پاک میں تسخیرِ کائنات کے مُتعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (۲۱ القمان ۳)

اے لوگو! کیا تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین کے اندر ہے (ایک اعتبار سے) تمہارا تابع فرمان بنا دیا گیا ہے ۔ جب انسان اپنے فہم و بصیرت اور جُہد مُسلسل کی بدولت موجُوداتِ کائنات کو مُسخر کر لیتا ہے تو اس پر دُنیاوی جاہ و جلال کے دروازے کُھل جاتے ہیں کیونکہ کائنات کی بڑی سے بڑی طاقت اس کی تابع فرمان بن جاتی ہے ۔ یہی منشاء الٰہی ہے اور منشاء الٰہی کی تعمیل مُوجب رضا الٰہی ہے اور جسے رضائے الٰہی نصیب ہو جاتی ہے تو وہ نہ صرف روحانی عظمت کے بلند مقام پر گامزن ہو جاتا ہے بلکہ دنیاوی جاہ و حشمت بھی اس کے قدم چُومتی ہے ۔ علامہ اقبال آگے فرماتے ہیں ۔

می شود دیباچہ تسخیر غیب

یعنی موجوداتِ عالم کی تسخیر ، غیب کی تسخیر کے لئے راہ ہموار کر دیتی ہے ۔ چُونکہ خالقِ کائنات کی ذات والا صفات ہماری نگاہوں سے غیب ہے اسے مُسخر کرنے سے مُراد یہ ہے کہ اس کی

صفاتِ عالیہ کو مُسخر کیا جائے یعنی انسان اپنے اندر خُداوند بزرگ و برتر کے صفاتِ مُقدسہ کا عکس پیدا کرے کہ یہی انسان کی انتہاءِ عظمت ہے۔ رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اپنے اندر اللہ جل جلالہٗ کی صفاتِ عالیہ پیدا کرو۔

اپنے اندر خُداوندی صفاتِ عالیہ پیدا کرنے کے لئے شرطِ اوّلین اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس ضمن میں ربُّ العزت ارشاد فرماتے ہیں مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (۵-النساء) یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حُکم مانا تو اُس نے اللہ تعالیٰ ہی کا حُکم مانا گویا خُداوندی صفاتِ عالیہ پیدا کرنے کے لئے شرطِ اوّلین اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی فقط ایک ایسا زینہ ہے جس پر چڑھ کر انسان اطاعتِ خُداوندی کی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور جسے صحیح معنوں میں اطاعتِ خُداوندی کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے، اس کے اندر اللہ جل جلالہٗ کی صفاتِ عالیہ کو اپنانے کی صلاحیت بدرجہ اتم پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اس ضمن میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (۲۱ الاحزاب) اے مُسلمانو! تمُہارے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی میں پیروی کرنے کے لئے ایک عُمدہ نمونہ ہے۔ لہٰذا کاروبارِ حیات میں اخلاقِ محُمّدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے یعنی مینارۂ نُور ہے۔ اس نورِ مُجسم کا اتباع دراصل خلق الٰہیہ کا اتباع ہے۔ جب ایک انسان خلقِ الٰہیہ سے مُتصف ہو جاتا ہے تو اس پر انوارِ الٰہیہ کا نزول ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے باکمال انسان کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال فرماتے ہیں

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفریں، کار کُشا، کارساز

ایسے بندۂ مومن کے ہاتھ میں خُدائی عظمت و جلال کی طاقت ہوتی ہے۔ اُس کی طاقت دنیا کی ہر طاقت پر غالب ہوتی ہے وہ باکمال انسان بتائید خُدا ہر کام کی ابتداء، اس کی ترتیب و تزئین اور تکمیل پر قدرت رکھتا ہے۔ مظاہرِ قُدرت کے بڑے بڑے عوامل کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔۔

کوہ و صحرا، دشت و دریا، بحر و بر تختۂ تعلیم اربابِ نظر

کائنات میں مظاہرِ قُدرت کے چھوٹے بڑے بے حساب عوامل کارفرما ہیں۔ ہر عوامل اپنی جگہ

حُسن بے مثال کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ خالقِ کائنات اپنی تخلیقات کے حُسن و جمال کے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ (۲۱ السجدہ) (اللہ جل جلالہٗ وہ ذات گرامی ہے کہ جس نے جو چیز بھی بنائی انتہائی خوبصورت بنائی) یہ اس لئے کہ اَللّٰهُ جَمِیۡلٌ وَّ یُحِبُّ الۡجَمَالَ یعنی اللہ حسین ہے اور وہ حسین و جمیل چیزوں کو پسند فرماتا ہے۔ قُدرت کے دلکش اور سحر آگیں مناظر کی عکاسی کرتے ہوئے علامہ اقبال کس خوبصورت انداز میں نغمہ سرا ہیں۔

محفلِ قُدرت ہے اک دریائے بے پایانِ حُسن
آنکھ اگر دیکھے تو ہر قطرے میں ہے طوفانِ حُسن

حُسن کوہستاں کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے
مہر کی ضو گستری شب کی سیہ پوشی میں ہے

آسمانِ صبح کی آئینہ پوشی میں ہے یہ
شام کی ظلمت، شفق کی گل فروشی میں ہے یہ

چشمۂ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حُسن
شہر میں صحرا میں، ویرانے میں آبادی میں حُسن

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں، سُورج میں، تارے میں

حُسنِ ازل کی پیدا، ہر چیز میں جھلک ہے
انساں میں وہ سُخن ہے غنچے میں وہ چٹک ہے

کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے وہ پُھول میں مہک ہے

سورہ لقمان کی جس آیت کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اس میں نہ صرف تخلیقِ کائنات کی طرف اشارہ ہے بلکہ تسخیرِ کائنات کی ترغیب بھی دی گئی ہے لیکن مُصوّرِ فطرت نے جس خُوبصورت دلکش اور مُترنّم انداز میں فطرت کے مُختلف مناظر کی تصویر کشی کی ہے اس میں مناظرِ فطرت کے پرستاروں کے لئے نغمگی، مُسرت و انبساط اور وارفتگی کا وافر مواد ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اے مُسلمان! تو کوہ و صحرا، دشت و دریا اور بحر و بر کا بغور مشاہدے کر، قُدرت کے یہ عظیم مظاہر صاحبانِ فہم و بصیرت کے ذوق و تجسّس کی تسکین کے لئے محض ابتدائی اسباق کا درجہ رکھتے ہیں۔ وگرنہ

عروجِ آدمِ خاکی کے مُنتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں افلاک

علامہ چاہتے ہیں کہ مُسلمان زمین پر پھیلے ہوئے قُدرت کے وسیع و عریض عوامل کو نہ صرف بغور دیکھے بلکہ سوچے سمجھے، قُدرت کی من خلاق کا بنظرِ عمیق مشاہدہ کرے۔ ذوقِ تجسّس اور فنِ تحقیق کو اس درجہ بُلند کرے کہ ان عوامل کی تخلیقی کاریگری سے لُطف اندوز ہو اور ان کے اندر عالمِ انسانیت کی بھلائی اور ترقی کے لئے قُدرت نے انعامات اور نوازشات کے

جو خزانے چھپا رکھے ہیں، انہیں مُسخر کرے۔ اس ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ --- فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ
بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ (پارہ ۹ الاعراف رکوع ۲۳)

یعنی (اے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق و تنظیم اور ان کے اندر پائی جانے والی ہر چیز پر غور و خوض نہیں کیا اور اس بات پر بھی غور نہیں کیا کہ ان مظاہر کو احاطۂ فہم و ادراک میں لانے سے پہلے پہلے) کہیں ان کی موت نہ واقع ہو جائے۔

قدرت نے ان دلائل اور براہین کے بعد وہ کس چیز کو دیکھ کر خالقِ کائنات کی عظمت و کبریائی کے آگے سرِ تسلیم خم کریں گے۔ تسخیرِ کائنات کے لئے علامہ اقبال علم و فن میں حصولِ عظمت و کمال کو ناگزیر سمجھتے ہیں فرماتے ہیں۔

تا ز تسخیر قوائے ایں نظام ذو فنونیہائے تو گردد تمام

نظامِ کائنات کی قوتوں کو مُسخر کرنے کے لئے اے مُسلمان! تیرے علوم و فنون کا معیار انتہائی بلند ہونا چاہئیے یعنی تیری ہنر مندیوں کے جوہر درجہ کمال پر آشکارا ہو جائیں۔ یہی انسان کی تخلیق کا مقصد ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (۲۱-لقمان)

(اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہہ دیں کیا تم لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ خُداوند بُزرگ و برتر نے تابع فرمان بنا دیا ہے ان سب چیزوں کو جو کچھ آسمانوں اور زمین کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ علامہ فرماتے ہیں۔

نائبِ حق در جہاں آدم شود بر عناصر حکم او محکم شود

یعنی جب انسان عزم و ہمت، جذب و شوق اور فکر و فہم کے بل بوتے پر نظامِ کائنات کی قوتوں کو زیرِ نگیں کر لیتا ہے تو اُسے کائنات میں خُدا کا نائب ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ اس طرح عناصر پر اس کی حکمرانی کی گرفت مستحکم ہو جاتی ہے۔ جب کائنات کی مخفی اور آشکارا قوتیں انسان کی تابع فرمان ہو جاتی ہیں تو ایسی نئی نئی چیزیں معرضِ وُجود میں آنے لگتی ہیں کہ جس سے عالمِ انسانیت کے دُکھ درد کا مداوا ہونے لگتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انسانی فکر و فن اور فہم و فراست کو عظمت و کمال کے مدارج طے کرنے میں مدد ملتی ہے۔

تخلیقاتِ کائنات کو مسخر کرنے کے ضمن میں علامہ اقبال عمیق نگاہ سے چیزوں کی گہرائی میں جھانکتے ہوئے مسلمان کو تلقین کرتے ہیں۔

دست رنگین کن ز خونِ کوہسار جوئے آب گوہر از دریا برار

فرماتے ہیں اے مسلمان! بے حسی چھوڑ دے، خوابِ غفلت سے بیدار ہو جا اور عزم صمیم کے بل بوتے پر پہاڑوں کے خون سے ہاتھ رنگ لے اور آبدار موتیوں کی ندی سمندر سے نکال کہ اسی میں صاحبان عزم کی آبرو ہے۔ ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑوں کے سینے کو تیشہ تحقیق سے چیرو اور ان میں سے معدنیات کے پوشیدہ دفینوں و تدش رو۔ نیز سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر آبدار موتیوں کے خزانے نکالو کہ شاہدان حسن و جمال اپنی آرائش و زیبائش میں نکھار پیدا کر سکیں۔ علامہ اقبال جب کبھی مسلمانوں کو کسی کام کے کرنے کی تلقین کرتے ہیں تو ان کے پیشِ نظر ارشادات الٰہیہ کی تعمیل و تکمیل کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے تا کہ مسلمان اس کام کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے انتہائی جذب و شوق اور عزم و حوصلہ کے ساتھ جدوجہد کرتے ہوئے منشاءِ الٰہی کی تکمیل کریں۔ اس ضمن میں پارہ ۲۲ سورۃ فاطر رکوع ۴ کی یہ آیت کریمہ گہرے مطالعے کی متقاضی ہے۔ ربُ العزت ارشاد فرماتے ہیں

الم تر ان اللہ انزل من السمآء مآءً ومن الجبال جددٌ بیضٌ حمرٌ مختلفٌ الوانہا و
غرابیت سود انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ٥

اے لوگو! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ جل جلالہٗ نے آسمان سے پانی اتارا، اس پانی کی مدد سے زمین سے مختلف رنگتوں کے پھل اگائے اسی طرح پہاڑوں کے اندر (مختلف کیمیائی عمل اور ردِ عمل کے نتیجہ کے طور پر) مختلف رنگتوں کی تہہ در تہہ چٹانیں بنائیں۔ ان چٹانوں میں کچھ تو سفید، کچھ سُرخ اور کچھ کالی سیاہ ہیں۔ رنگتوں کا یہ تنوع انسانوں، جانوروں اور چارپایوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ (قدرت نے پہاڑوں، چٹانوں، ، پھلوں، سبزیوں، انسانوں، چوپایوں، پرندوں، چرندوں اور درندوں میں رنگتوں کے جو اختلافات پیدا کئے ہیں) انکو دیکھ کر آثار قدرت کے علم سے دلچسپی رکھنے والے لوگ ہی اللہ جل جلالہٗ کی عظمت و کبریائی سے ڈرتے ہیں۔

رنگ و نسل کی یہ تغیر آفرینی انسان کے بس کی بات نہیں ہے یہ کیفیت تو خالق ذوالجلال کی منشاء و مرضی کی مرہونِ منت ہے انسانی فہم و فراست اس رمزیعنی بھید کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

قربان جائیے ربِّ کائنات کی صناعی کی ندرت و کمال کے جس نے زمین کے اوپر پہاڑ

بنائے، پہاڑوں کے اندر تہ در تہ چٹانیں بنائیں۔ مختلف چٹانوں کے رنگ مخصوص کیمیائی عمل کی وجہ سے مختلف ہوئے۔ ہر قسم کی چٹان سے اس کی رنگت کی مناسبت سے مخصوص قسم کی معدنیات پیدا کیں۔ سفید چٹانوں سے سلیکا، ابرق، چاندی، سنگِ مرمر، قلعی اور جست حاصل ہوتی ہے۔ کالی چٹانوں سے گرینائٹ، اولبیڈین، کوئلہ، ہیرا، لوہا، پٹرول۔ سُرخ چٹانوں سے سنگِ مرمر، سونا، سیسہ سیندور۔ زرد چٹانوں سے تانبہ، پیتل، گندھک وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔ یہ معدنیات انسان کی کسی نہ کسی ضرورت کو پورا کرنے میں ممد ثابت ہوتی ہیں۔ کسی نہ کسی دکھ درد کو دور کرنے کے لئے دوا بن جاتی ہیں۔ انسان کے معاشی، معاشرتی، ثقافتی اور دوسرے قسم کی ضروریات کے لئے اسباب مہیا کرتی ہیں۔ بعض معدنیات کا ذکر بطور خاص قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ----مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ (پارہ ۳، آل عمران رکوع ۲)

لوگوں کی فطری نہج کچھ اس طرح سے واقع ہوئی ہے کہ انہیں دُنیا کی مرغوب چیزوں مثلاً بیویوں، بیٹوں، اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں کے ساتھ دل بستگی بھلی معلوم ہوتی ہے

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ (التوبۃ)

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور راہِ خُدا میں خرچ نہیں کرتے۔ اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں روزِ قیامت دردناک عذاب کی وعید سنائیں

(۳) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ------وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ---وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ (پارہ ۲۲)

ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تلاوت میں داؤد علیہ السلام کے ہم نوا بن جاؤ۔ نیز ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو ملائم کر دیا تھا تاکہ وہ اس سے معیاری زرہیں بنائیں اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازے کا خیال رکھیں۔

(۴) وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ------وَاَسَلْنَا لَہٗ عَیْنَ الْقِطْرِ (۲۲ سبا، رکوع ۲)

ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو اس کا تابع کر دیا۔ نیز ہم نے ان کے لئے تانبے کو پگھلا کر اس کا ایک چشمہ بہا دیا۔ (جاری ہے)

غزل

مرتضیٰ سیدؔ

جو نہ دیکھا تھا کبھی، آج وہ منظر دیکھا
لب کُشا ہم نے بھری بزم میں پتھر دیکھا

مُنجمد برف کے تودے بھی بھڑک اٹھے ہیں
آگ جو دل میں دبی تھی اسے لب پر دیکھا

تاج کی عظمتِ رفتہ کا فسوں ٹوٹ گیا
ایسا مرمَر سے تراشا ہوا پیکر دیکھا

دیکھ کر اس نے جو محفل میں جُھکا لیں نظریں
ہم نے سینے میں اترتا ہوا خنجر دیکھا

اک فقط تم ہی دل افگار نہیں ہو سیّدؔ
ہم نے پتھر کے کلیجے میں بھی نشتر دیکھا

قِطعہ

فیضؔ لودھیانوی مرحوم و مغفور

کسی انسان سے مانگو تو وہ کچھ خوش نہیں ہوتا
اگرچہ کہنے سُننے میں بڑا فیاض ہوتا ہے
مگر سب سے نرالی ہے خُدا کی شانِ فیاضی
اگر اس سے نہ ہم مانگیں تو وہ ناراض ہوتا ہے

دورِ حاضر میں اجتہاد

حافظ نورِ حکیم جیلانی

والذین جاھدوُا فِینا لنھدیتھم سبلنا (القرآن)

(اور جو لوگ اللہ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ضرور ضرور ہم ان کو اپنی راہ پر چلاتے ہیں)

لغوی تعریف

اجتہاد باب افتعال کے وزن پر ہے اور اس کا مادہ "جھد" ہے جس کے لغوی معنی ہیں کوشش کرنا اور اس اجتہاد کے لغوی معنی میں مُشقت میں پڑنا یعنی کسی ایسے کام میں پڑنا جو مُشقت اور کلفت کو مستلزم ہو۔

اصطلاحی تعریف

اصول فقہ کے ماہرین کے مُطابق اجتہاد کی اصطلاحی تعریف درج ذیل ہے۔

(۱) استفراغ الفقیہ الوسع لتحصیل ظن بحکم شرعی۔

ترجمہ: ایک فقیہ کا اپنی آخری کوشش یا آخری انتہائی کوشش حکم شرعی کے ظنی علم کے حاصل کرنے کے لئے صرف کر دینا اجتہاد کہلاتا ہے۔ (مختصر ابن حاجب ج: ۲ ص: ۲۸۹، تلویح جلد ۲ ص: ۱۱۷، کشف بزدوی ج: ۴ ص ۱۱۳۴)

اس تعریف میں "استفراغ الواسع" کی قید اس لئے ہے کہ اگر سعی تمام نہ کی ہو تو وہ اجتہاد مُعتبر نہ ہو گا۔ جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ مُحدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصطلاحی اجتہاد کی حقیقت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

حقیقہ الاجتہاد علی مایفھم من کلام لعلماء استفراغ الجھد فی ادراک الاحکام الشرعیۃ الفرعیہ عن ادلتھا التفصیلیۃ ؎۱ الراجعہ کلیاتھا الی اربعۃ اقسام الکتاب والسنہ والاجماع والقیاس

؎: ادلہ تفصیلہ، ان تفصیلی دلائل کو کہتے ہیں جن میں سے ہر دلیل ایک مُعین حکم کو بتاتی ہے (اصول التشریع الاسلامی ص ۴۳)

شاہ صاحب کی تعریف میں ظن کی قید نہیں ہے۔ مُطلق ادراک ہے اور ادراک ظن و علم دونوں کو شامل ہے لیکن انہوں نے اس کی وضاحت اپنی کتاب "ازالہ" میں کر دی ہے، فرماتے ہیں "واصل معنی اجتہاد آں است کہ جُملہ عظیمہ از احکام فقہ دانستہ باشد بادلہ تفصیلیہ از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ھر حکمے را منوط بدلیل او شناختہ باشد و ظن قوی بھمان دلیل حاصل کردہ"

اس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب بھی اجتہاد کی تعریف میں تحصیل ظن کی قید کا اعتبار کرتے ہیں۔ (اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ)۔ جبکہ امام محمد ادریس الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجتہاد کی تعریف اور اس کا اثبات ایک بحث کرتے ہوئے قرآنی آیت سے کی ہے۔ ترجمہ: قائل نے کہا، اجتہاد کے سلسلے میں جواز میں کوئی حجت ہے۔ میں نے کہا، قران میں ہے۔

ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا

وجوھکم شطرہ (القرآن سورہ البقرۃ)

قائل نے کہا شطرہ کے معنی کیا ہیں؟ میں نے کہا اس کی جانب اس کی طرف۔ شاعر نے کہا۔

ان العیب بھا داء غامرھا

فشطرھا بصر العینین مسحور

(اجتہاد کے ہی ذریعہ دلائل سے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہونا) ہمیشہ کسی غائبؔ حکم کی ذات تک دلائل کے ذریعہ پہنچ جانے کا نام اجتہاد ہے۔ اور قرآن میں ہے وھو الذی جعل لکم النجوم (ستاروں کی وجہ سے کوشش کرنا تاکہ مطلوبہ راستہ مل جائے)۔ بحوالہ کتاب الرسالہ اصول فقہ و حدیث باب اجتہاد ص ۲۸۴)

مندرجہ بالا اصطلاحی تعریفات سے اجتہاد کے متعلق جو واضح بیان ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اجتہاد کے لفظی معنی ہیں کوشش کرنا اور اس سے اصطلاحی مراد یہ ہے کہ ایک فقیہہ (مجتہد) کا اپنی تمام تر عقل کو کام میں لاتے ہوئے قُرآن پاک، حدیث شریف اور اجماع و قیاس کی روشنی میں ایک مسئلہ پر جس پر پہلے سے کوئی احکام واضح نہ ہوں اس مسئلے کو حل کرے اور یہ معلوم کرے کہ اس کے متعلق غالب حکم کیا ہے، اجتہاد کہلاتا ہے۔

بالفاظ دیگر اجتہاد اس قابلیت استنباط کا نام ہے جو ایسی شرعی امور میں صرف کی جاتی ہے۔جہاں نہ صریح نص اور نہ ہی اجماع کا مُقررہ قاعدہ موجود ہو جو مسائل اجتماع سے طے شدہ

ہوں اس کے متعلق اجتہاد کو کام میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔ دورِ جدید کے علماء کرام نے جو اجتہاد کی تعریف کی ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

CONCEPT OF IJTEHAD

The scholarly intellectual and juristic effort for the legislation, explication, implication, extension, re-evaluation of the laws and detailed rules of Shariah in strict conformity to the fundamental principles laid down in Quran sunnah and ijma(and also called consensus of opinion) is called Ijtehad.(Islam in various perspectives, page 343)

یا بالفاظ دیگر قرآن و سنت اور اجماع کی روشنی میں مقرر کردہ شرائط کے مطابق استنباط و استخراج کے طریقہ پر شرعی احکام اور قوانین کی تشکیل، تجدید، تفصیل، توسیع اور تنقید کے لئے ماہرانہ علمی کاوش کو اجتہاد کہتے ہیں (اجتہاد اور اس کا دائرہ کار)

دلائل اجتہاد:

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و واولی الامر منکم (القرآن)

آیت مبارکہ میں "اولی الامر منکم" قابل غور ہے۔ فقہ بصیرت کے عظیم رہنما امام اہلسنت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد اوّل کے اپنے رسالہ "اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول الامام" میں فرماتے ہیں کہ اصح قول کے مطابق "اولی الامر" سے صاحبان امر علماء ہیں یعنی فقہ و استنباط کے علماء کرام ائمہ عظام

(۲) ولو ردوہ الی الرسول والی الامر منھم کعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔

سورہ یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ ہے۔

وشاھد من اھلھا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت

(۳) وھو من الکذبین وان کان قمیصہ قد مندبر قال انہ من دبر فکذبت وھو من الصادقین فلما را قمیصہ قد من دبر قال انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم (القرآن)

شاہد عورت کا یہ کہنا کہ اگر قمیض آگے سے پھٹی ہے تو یہ عورت سچی اور یہ مرد جھوٹا ہے۔

اجتہاد کرنے پر، کوشش کرنے پر، غور فکر کرنے پر اگرچہ یہ غور و فکر فقیہ مُجتہد کی طرح نہیں تھا مگر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ کے اظہار کے لئے کوشش کرنا دوسرے لفظوں میں ایک مُجتہد کا اجتہاد کرنا قُرآن سے ثابت ہے۔ اور ہوا بھی یوں ہی کہ جب دیکھا گیا تو قمیض پیچھے سے پھٹی تھی جس سے ثابت ہوا کہ یُوسف علیہ السلام بے گناہ ہیں۔

حضُور نبی روف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی اجتہاد فرمایا اور اپنے صحابہ کو بھی اجتہاد کرنے کی ترغیب دی۔ ترغیبِ اجتہاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو فرمائی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔

متن حدیث: لم تقضي یا معاذ، قال بکتاب اللہ، قال فان لم تجد؟ قال لسنۃ رسول اللہ، قال فان لم تجد؟ قال اجتھد برائي۔

فقال رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذي وفق رسول رسولہ بما یرضي رسولہ۔

ترجمہ: اے معاذ! تم کس چیز سے فیصلہ کیا کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے جواب دیا، کتاب اللہ سے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں کسی بات کا فیصلہ نہ پاؤ؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے عرض کیا سُنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر سُنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اس معاملہ کا فیصلہ نہ پاؤ تو پھر؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے جواب دیا اجتھد برائي اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، یہ سُن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "خُدا کا شکر ہے کہ اس نے پیغمبر کے قاصد کو اُسی بات کی توفیق دی جسے اُس کا پیغمبر پسند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

مفہوم دوُسری حدیث کا جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک مُجتہد اپنے اجتہاد سے کسی مسئلے کا حل نکالتا ہے تو اگر مسئلے کا حل درست نکال لیا تو دو درجے ثواب کا مستحق ٹھہرے گا اور اگر خطا کر دی پھر بھی اس کو ایک درجہ ثواب حاصل ہو گا۔ یہ حدیث بھی اجتہاد کے حق میں دلیل ہے۔

(۲) اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا یہ قول کہ جو کوئی وارث اپنے پیچھے چھوڑے بغیر فوت ہو جائے تو اس کی وراثت کا فیصلہ میں خود اپنی مرضی سے کروں گا ۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا ابو موسیٰ کو ہدایت نامہ قضا کے متعلق بھیجنے میں "اس پر غور کرو" کی تکرار جس کا حوالہ شاہ ولی اللہ نے بھی "دار قطنی" کے حوالے سے روایت نقل کی ہے ۔

الفهم الفهم فيما يختلج في صدرك مما لم يبلغك في الكتاب والسنه

واعرف الامثال والاثبات ثم قيس الامور عند ذلك

ترجمہ: جو چیز تم کو قرآن وحدیث میں نہ ملے اور تم کو اس کی نسبت شبہ ہوا اس پر غور کرو اور خُوب اچھی طرح فکر کرو (ازالۃ الخفاء)

اس کے بعد اجتہاد کے مسئلے پر چاروں برگزیدہ ائمہ نے مکمل اتفاق کیا اور اجتہاد کی ضرورت اور اہمیت تسلیم کرتے ہوئے اپنے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کے اجتہاد کے استعمال پر شرائط کے ساتھ زور دیا ہے ۔

ذرائع اجتہاد

اجتہاد کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع سے مدد لی جا سکتی ہے ۔

(۱) القرآن (۲) السنہ (۳) القیاس (۴) استحسان (۵) استصلاح یا مصالح مُرسلہ (۶) استدلال (۷) تعامل (۸) مُسلمہ شخصیتوں کی آراء (۹) عُرف و رواج (۱۰) ملی قانون جو کہ کسی مُسلمہ اصول کے خلاف نہ ہوں (۱۱) فقہی احکامات میں تخفیف و سہولت کے اسباب (۱۲) فقہا کے آپس میں اختلافات کے اسباب (۱۳) فقہی اصول و کلیات (بحوالہ اصول فقہ اسلام) ۔ جاری ہے ۔

انعامِ صبر

فیضؔ لودھیانوی مرحوم و مغفور

جب کبھی کوئی مُصیبت آ پڑے   حوصلے سے کام لینا چاہیئے
بن کے صابر نیک بندوں کی طرح   ۔ صبر کا انعام لینا چاہیئے

اِستفتاء

(عورتوں کا حج)

مُفتی خلیل الرحمان نقشبندی

مُہتمم دارالعلوم شیر ربانی حاجی آباد شکر پورہ روڈ پشاور

کیا فرماتے ہیں عُلماءِ دین حضرات مندرجہ ذیل مسئلہ میں:

زید کہتا ہے کہ عورتوں پر حج بیت اللہ شریف فرض نہیں ہے۔ صرف مردوں پر فرض ہے اور ایک مولوی صاحب کا حوالہ دیتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب نے ایسا کہا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا کہنا درست ہے یا کہ غلط اور مولوی صاحب نے جو کہا کہ عورتوں پر حج فرض نہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟ مہربانی فرما کر جواب مُدلل ارقام فرما کر مشکور فرماویں:

بَیِّنُوْا وَ تُوْجَرُوْا

المستفتی: شیریں خان نیو سبزی منڈی کراچی

الجواب:

سائل کو معلوم ہونا چاہیئے کہ زید کا کہنا سراسر خلافِ شرع بے تکی بات ہے اور بے اصل ہے۔ مولوی صاحب نے بھی زید کے کہنے کے مطابق اگر ایسا ہی کہا ہے تو پھر تعزیراً مولوی صاحب کا مُنہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے پوری کراچی میں گھمایا جائے اور ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کیا جائے جو کوئی حُکم خُداوندی کو مسخ کرے گا اور قرآن کریم میں تحریف کرے گا اس کے لئے یہ سزا ہے۔ ایسے ہی مولویوں نے اسلام اور مسلمانوں کا یہ حال بنا دیا۔ بمصداق مقولہ، نیم ملا خطرہ ایمان۔۔

اختلاف روزگار از حد بالائی گذشت

در مقام شیر غران خوک صحرائی نشست

بد قسمتی ہے کہ لانسلم قسم کے مولوی آج بکثرت موجود ہیں اور اس سے یہ بھی اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ عام مسلمانوں میں دینی مسائل سے واقفیت کتنی ہے۔ واحسرتا.

اس موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث شریف بہت

صادق آتی ہے جس کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم ص ۲۹ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آخری زمانے میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے میں وہ احادیث لائیں گے جو نہ تم نے سنیں، نہ تمہارے باپ دادوں نے، ان کو اپنے سے، اپنے کو ان سے دور رکھو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فتنہ میں نہ ڈال دیں (مسلم)

وضاحت: ایسے بے علم، جاہل مولویوں کی بات سننا نہ چاہیئے اور ان کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے ورنہ دین و دنیا برباد ہو گی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ عام مسلمان میں یہ تمیز ہی نہیں کہ کس مولوی عالم کی بات پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ یہ کم بخت دین فروش ملاّ چند روپوں کے حصول کے لئے لباس علماء زیب تن کر کے اپنے آپ کو عالم ظاہر کر کے عوام النّاس کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس طرح حصولِ دنیا کے مکروہ عزائم کو تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ یہاں ایک عجیب لطیفہ یاد آیا ہے جو فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔

علی حزین ایرانی کا واقعہ ہے جو مدت دراز تک ہند میں رہا ہے اس کی عادت تھی کہ ایک پلنگڑی پر لیٹا رہتا، اہلِ علم کے سوا کسی کی تعظیم نہ کرتا جو آتا فرش پر بیٹھتا۔ ایک بار ایک جاہل شخص علماء کا لباس پہنے ہوئے اس کے پاس آیا وہ آنے والے کو عالم سمجھ کر لیٹے سے اٹھ بیٹھا اور نہایت ادب سے پوچھا اسم جناب چیست؟ اس نے کہا الیسف (یوسف) اسے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص جاہل اور وہ پھر لیٹ گیا اور اپنے پاؤں پھیلاتے ہوئے کہنے لگا "اگر تو الیسف ہستی من چرا پائے خود را دراز نکنم۔ وہ جاہل خفیف ہو گیا اور تمام حاضرین محفل سمجھ گئے کہ یہ جاہل ہے عالم نہیں۔ پس عُلماء و صُوفیاء کا لباس پہننے والوں کو جان لینا چاہیئے کہ محض یہ لباس ان کو عالم اور صُوفی نہ بنائے گا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ)

استفتاء میں مضمون سوال سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس مولوی نے یہ کہا کہ عورتوں

پر حج فرض نہیں ضرور الیسف ہی کے خاندان کا کوئی فرد ہو گا۔ بہرحال اصل حج کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاہ (آل عمران ۴، القرآن)

ترجمہ: اور واسطے اللہ کے اوپر لوگوں کے حج کرنا اس گھر کا ہے (یعنی کعبہ کا) جو کوئی پا سکے اس کے راہ یعنی زادراہ۔ یہ بات واضح رہے کہ آیت کریمہ میں لفظ ناس اور لفظ من میں مرد اور عورت دونوں شریک ہیں۔ لہٰذا فرضیت حج عورت کے لئے آیت کریمہ سے ثابت ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا (الحدیث الی آخرہ رواہ مسلم کتاب المناسک ص ۲۲۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابی ہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا کہ "اے لوگو! بے شک تمہارے اوپر حج فرض کیا گیا ہے پس تم حج ادا کرو۔" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطاب بھی اُمت کے تمام افراد (مرد و زن کے لئے عام ہے)۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان امراۃ من خثعم قالت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان فریضۃ اللہ علیٰ عبادہ فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیر الایثبت علی الراحلۃ انا حج عنہ قال نعم و ذاک فی حجۃ الوداع متفق علیہ (مراۃ المناجیح جلد ۴، ص ۸۸، مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

ترجمہ: روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے فرماتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ کے فریضہ نے جو حج کے متعلق بندوں پر ہے میرے باپ کو بہت بڑھاپے میں پایا ہے جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتا تھا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر دوں، فرمایا ہاں، یہ واقعہ حجۃ الوداع میں ہوا تھا۔ اس حدیث شریف سے صریحاً معلوم ہوا کہ عورت حج ادا کر سکتی ہے۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا

لا یخلون رجل بامراۃ ولا تسافرن امرءۃ الا و معہما محرم فقال رجل

(الحدیث بطولہ متفق علیہ ص ۲۲۱ مشکوٰۃ شریف)

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی شخص کسی عورت سے خلوت نہ کرے اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں فلاں جہاد میں لکھ لیا گیا ہوں اور میری بیوی حج کو جا رہی ہے۔ فرمایا جا اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے یعنی جس عورت کے ساتھ نکاح جائز ہو اس کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے کہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔ حاشیہ نمبر ۷ پر ہے، کہ اگر عورت مکّہ معظّمہ سے تا حدِ سفر دور ہو اس پر بغیر محرم حج فرض نہ ہو گا، یعنی عورت عاقلہ، بالغہ پر حج عند الاستطاعت فرض ہے مگر اس کے لئے محرم یا شوہر کا ہونا سفر میں شرط وجوب ہے اور بغیر ان کے سفر نہیں کر سکتی۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو جہاد سے روک کر حکم دیا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو غرض اس شخص کی جگہ دوسرا آدمی جہاد کر سکتا تھا مگر دوسرا آدمی اس کی بیوی کو حج نہیں کرا سکتا تھا۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔ (مرآۃ المناجیح ص ۹۰)

وضاحت: ان احادیث اور حوالوں سے ظاہر ہوا کہ عورت پر حج فرض ہے اور وہ حج ضرور کرے گی مگر محرم کے ساتھ، بغیر محرم یا شوہر کے حج پر نہ جائے گی۔ اس سے زیادہ واضح حدیث شریف ملاحظہ ہو

وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد فقال جہادکن الحج (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱)۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کے متعلق اجازت مانگی تو فرمایا عورتوں کا جہاد حج ہے (مسلم، بخاری)۔ حاشیہ نمبر ۲ پر ہے، یعنی عورتوں پر جہاد فرض نہیں، حج فرض ہے اگر ان میں اس کی طاقت ہو۔ خیال رہے کہ کبھی ہنگامی حالات ایسے نازک ہو جاتے ہیں کہ عورتوں کو بھی جہاد کرنا پڑتا ہے جبکہ مرد جہاد کے لئے ناکافی ہوں، کفار کا دباؤ بڑھ جائے۔ یہ حدیث نارمل حالات کی ہے۔ جن احادیث میں عورتوں کا جہاد میں جانا ثابت ہے وہ ہنگامی حالات میں ہے۔ بہر حال حدیث ھذا سے عورتوں پر حج فرض ہے، ثابت ہوا۔ (حاشیہ ۲، ص ۹۰، شرح مشکوٰۃ شریف)

عورتوں کو حج ادا کرنے کے لیے اس حدیث شریف سے زیادہ واضح دلیل اور کیا ہو سکتی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمک آفتاب راچہ گناہ

ھدایہ کی عبارت ملاحظہ ہو

ویعتبر فی المرۃ ان یکون لھا محرم تحج بہ او زوج ولا یجوز لھا ان للحج بغیر ھما اذا کان بینھا وبین مکۃ ثلثۃ ایام (ھدایہ اولین ص ۲۱۲)

ترجمہ: اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ ہو واسطے اس کے محرم جو اس کو حج اداد کروائے اور یا ہو عورت کے ساتھ شوہر اس کا ان دونوں کے علاوہ عورت کسی کے ساتھ حج ادا کرنے کے لئے نہیں جا سکتی جبکہ ہو اس عورت کی رہائش گاہ سے مکہ مکرمہ تک سفر تین رات دن کا (کتاب الحج ھدایہ اولین ص ۲۱۲)

تنبیہ: شریعت بیضاء کا یہی حکم ہے جو قرآن کریم اور احادیث شریف اور کتب مذہب کی روشنی میں تحریر کیا گیا۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ جس کا عقیدہ بوجہ جہالت اس کے بر خلاف ہے اسے فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور جو معاند ہٹ دھرم منکر حکم شریعت ہے

فھو خارج من دائرۃ الاسلام، اعاذنا اللہ ۔۔۔ واللہ اعلم بالصواب

شریعت اور طریقت

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

بہرِ تسلیم و رضا سر کو جھکا کر اپنے
تو جو ہر حکم بجا لائے، شریعت یہ ہے
اور تعمیل میں اِخلاص و عقیدت کے طفیل
قلب پر کیف و اثر چھائے، طریقت یہ ہے